ادبیات

زخموں کی زبان سے

فضا ابن فیضی

خاک سے جن کی اٹھا حسن و بصیرت کا خمیر
اب وہی ہیں دامِ آوارہ نگاہی میں اسیر

منصب و اعزاز کے وارث ہوئے ناحق شناس
اس قدر نامعتبر تہذیب آدم کی اساس

عظمتِ قرآن و ممبر، عصمتِ دین و کتاب
اب بھی ہے شرمندۂ نقد و گرفت و احتساب

اب بھی فرقِ کذب پر ہے فخر و عزت کی کلاہ
پوچھتے ہیں شپرہ چشموں کو اب بھی مہر و ماہ

اب بھی کتنے نکتہ چیں با صد ہزاراں طمطراق
اپنے ناموسِ ادب و علم کا اڑاتے ہیں مذاق

ہے کمینوں پر شرافت کے صحیفوں کا نزول
ہیں خود اپنی امتوں پر بوجھ یہ جھوٹے رسول

صاحبِ ناموس رسوا ہیں، لٹیرے سرفراز
آج بھی مرہم اٹھاتے ہیں یہاں زخموں کے ناز

چاٹتے ہیں خود ہی پروانے چراغوں کا لہو
مے کشوں کو اپنے آخر پی گئے کتنے سبو

کتنی صبحیں اب بھی کھاتی ہیں اندھیروں کی قسم
اپنی ملت کے ہیں قاتل کتنے ابنائے حرم

آہوؤں کے روپ میں پھرتے ہیں روباہ و شغال
ان بھرے شہروں میں اب بھی ہے وہی قحط الرجال

چیختا ہے دب کے پتھر کے تلے احساسِ فرض
کتنے ناخن اب بھی زخموں سے طلب کرتے ہیں قرض

زہر سے لبریز ہیں کتنے دل و سینہ کے جام
کتنے ابن الوقت اپنی مصلحت کے ہیں غلام

ڈال کر معصومیت کا رخ پہ سادہ سا نقاب
کرتے پھرتے ہیں مفادِ خاص کا اپنے حساب

جن کو ہونا تھا غیور و سرکش و برتر وہی
بن گئے ہیں مکھیاں غیروں کے دسترخوان کی

کتنے ہیرے کوئلوں کو اب بھی کرتے ہیں سلام
اب بھی سکوں کے عوض بکتے ہیں ناموس و نام

اب بھی کتنے ہیں "وظیفہ خوارِ ابلیسِ لعین"
خم ہے چوکھٹ پر خداوندوں کے، کتنوں کی جبیں

بیچ دیتے ہیں یہاں پر، بندۂ جاہ و غرض
روح اپنی، چائے کی آدھی پیالی کے عوض